امام شافعی کے بدعت کے موقف کا تحقیقی مطالعہ

Research Study of Imam Shafi's Position on Innovation

* محمد شاہد خان: پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، گومل یونیورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان۔ khan62366@gmail.com

**ڈاکٹر منظور احمد: اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، گومل یونیورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان۔drmanzoor67@yahoo.com

ABSTRACT

In Deen e Islam, the Quran Kareem is the last book that is the base of Islam. Multiple orders are described briefly in this comprehensive and sacred book. These issues are described in the light of Holy Prophet's (P.B.U.H) teaching. These teachings are collected by many Muhaddith (one who explains the Hadith) after their hard work and extreme diligence by travelling far away. These teachings are safe and sound and as it is with the Muslims with correct documents. The great Imams of Islam have cleared in the light of Quran and Sunna, and impressions of Holy Prophet's companions that every new work is not illegal or haram, rather that work is illegal or haram which is against the Quran and Sunna. But on the contrary, the new work that is not against the Quran and Sunna rather it is included in those works that are in the circle of corrections and righteous so, these new works are literary called 'Innovation'. The literary (lexical) meaning of innovation is a new work otherwise that will not judicially innovation and not misleading rather they will be considered good affairs.

Keywords: Imam Shafi'e, Biddat, Hasana, Seyya, Types.

عصر حاضر میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کی اصل شکل گم ہورہی ہے۔وقت کے راہبوں،بناوٹی صوفیوں، نفس پرست صلحاء اور اسلام کے نام نہاد دعوے داروں نے قال اللہ و قال رسول ﷺ کے مقابلے میں اپنے خودساختہ افکار و نظریات کو پیش کیاہے۔ان افکار و نظریات نے اسلام کے چہرے کو داغدار بنا دیا۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ برصغیر کے مسلمانوں کی اکثریت ان بدعات کو عین اسلام سمجھتی ہے۔امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی دوسری صدی ہجری کے عظیم امام اور مجتہد تھے۔امام شافعی کا زمانہ علم اور عرفان کے عروج پر تھا۔ہر طرف علم و حکمت کے

دھارے بہہ رہے تھے۔ انہوں نے قرآن وسنت سے مسائل نکالنے کے لیے اصول مقرر کیااور فہم قرآن وسنت میں نام پیدا کیا۔ حافظ ابو نعیم امام شافعی کا سلسلہ نسب اور ولادت کو اس طرح سے نقل کرتے ہیں:

ابو عبداللہ محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبدیزید بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبدالمناف۔ غزہ یا عسقلان کے مقام پر ۱۵۰ھ میں امام شافعی کی پیدائش ہوئی۔[1]

دوسال کی عمر میں آپ کی والدہ آپ کو لے کر مکہ مکرمہ آگئیں اور آپ نے وہیں پرورش پائی اور سن تمیز سے ہی علم وفنون کی طرف توجہ کرنا شروع کردی۔ابتداءً شعر، لغت اور تاریخ عرب کی طرف توجہ تھی اس کے بعد تجوید وقراءت اور حدیث وفقہ کی تحصیل شروع کی۔[2] بارہ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے موطا کو حفظ کر لیا اور اس کے بعد امام مالک کی خدمت میں پہنچے اور ان پر موطا کی قراءت کی۔[3] شیخ ابن حجر عسقلانی امام شافعی کے اساتذہ کرام کا ذکر نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام شافعی کو اپنے زمانہ میں بہترین افاضل اور یگانہ روزگار افاضل سے استفادہ کا شرف حاصل ہوا۔حافظ ابن حجر عسقلانی نے ان اساتذہ میں مسلم بن خالد زنجی ،مالک بن انس ،ابراہیم بن سعد،سعید بن سالم القداح ،دراوردی ،عبدالوہاب ثقفی، بن عیینہ ،ابی نمرہ، حاتم بن اسماعیل ،ابراہیم بن محمد بن ابی یحیٰی،اسماعیل بن جعفر، محمد بن خالد الجندی ،عمر بن محمد بن علی بن شافع ، عطاف بن خالد المخزومی اور ہشام بن یوسف الصنعانی کا ذکر کیا ہے۔[4] امام شافعی کے حدیث اور فقہ میں بے شمار شاگرد ہیں ۔جن میں سے چند حضرات کا ذکر حافظ ابن حجر عسقلانی نے کیا ہے وہ درج ذیل ہیں : سلیمان بن داؤد ہاشمی ،ابوبکر عبداللہ بن الزبیر حمیدی ،ابراہیم بن منذر جزامی ،ابوثور ابراہیم بن خالد ،احمد بن حنبل

---

1 ابو نعیم، احمد بن عبداللہ ،حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، (دار الفکر، بیروت، لبنان)، ۹/۶۷

Abu Nuaeem,Ahmad bin Abdullah,Hilyatulauliya wa tabaqatul asfia,(Darulfikr, Berut,Lubnan),9/67

2 ذہبی، ابو عبداللہ شمس الدین، تذکرۃ الحفاظ (دار لکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان)، ۱/ ۳۶۲

Zahbi,Abu Abdullah Shamshuddin,Takira Tul Huffaz,(Darulkutub, Al Ilmia Berut.Lubnan),1/362

3 ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء، ۹/۶۹

Abu Nuaeem, Hilyatulauliya,9/69

4 عسقلانی، احمد بن علی، تہذیب التہذیب (مجلس دائرہ المعارف النظامیہ الکائنۃ فی الھند، حیدرآباد دکن، بھارت)، ۹/۲۵

Asqalani,Ahmad bin Ali,Tehzib but Tehzib,(Majlis Daira al Maarafun Nizamia fil Hind, Hiderabad Dakkan,India:),9/25

،ابو یعقوب یوسف بن یحیٰی مزنی، ربیع ابن سلیمان مرادی، ربیع بن سلیمان جنیدی، عمرو بن سواد عامری، حسن بن محمد بن صباح، زعفرانی، ابوالید موسیٰ بن جارود مکی، یونس بن عبداللہ اور ابو یحیٰی محمد بن سعید بن غالب عطار۔[1] امام شافعی کی زندگی کا اکثر حصہ درس وتدریس، علمی مباحث، مسائل کے استنباط اور افتاء وغیرہ کی مصروفیت میں گزرا۔اس کے باوجود انہوں نے مختلف موضوعات پر تصنیف وتالیف کی گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ابو ثور اپنے عم محترم سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدی نے امام شافعی کی خدمت میں لکھا کہ وہ ان کے لیے ایک ایسی کتاب لکھ دیں جس میں قرآن کے معانی معتبر احادیث کے ساتھ ساتھ اجماع اور ناسخ ومنسوخ کا بھی بیان ہو۔ان کی فرمائش پر امام شافعی نے اپنے عنفوان شاب میں "کتاب الرسالۃ" کے نام سے ایک کتاب لکھی جو مذکورہ بالا تمام مقاصد پر مشتمل تھی۔[2] امام شافعی پوری زندگی ملت اسلامیہ کی خدمت کرتے رہے۔انہوں نے اپنی زندگی کی ۵۴ بہاریں چمن اسلام کے نکھار میں گزار دیں اور ماہ رجب کی آخری تاریخ کو جمعہ کی شب مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد ۲۰۴ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔آپ کا مزار مصر کے شہر قرافۃ میں ہے۔[3]

موضوع پر سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ: اس موضوع پر سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ درج ذیل ہے۔

ا۔اسلام میں بدعت اور ضلالت کے محرکات:

یہ مقالہ ڈاکٹر عدنان سہیل کا ہے اور اس مقالے کو حدیث پبلی کیشنز نے شائع کیا ہے۔اس مقالے میں کتب میں بدعت کے مفہوم پر کلام کیا ہے اس پر تحقیق کی گئی ہے۔اس مقالے میں بدعت کے حوالے سے افکار و نظریات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔اس مقالے میں امام شافعی کے بدعت کے موقف پر کوئی بحث نہیں کی گئی ہے۔

۲۔بدعتی اولیاء کی نظر میں :

1عسقلانی، احمد بن علی، تہذیب التہذیب، ۲۵/۹

Asqalani,Ahmad bin Ali,Tehzib but Tehzib,9/25

2عسقلانی، احمد بن علی، تہذیب التہذیب، ۲۷/۹

Asqalani,Ahmad bin Ali,Tehzib but Tehzib),9/27

3ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح (دار الفکر، بیروت، لبنان)، ۱/ ۲۳

Mulla Ali Qari,Miqatul Mafatee Sharha Mishqatul Masabee,(Darulfikr, Birut,Lubnan),1/23

یہ مقالہ غلام غوث آرہانوی کا ہے اس میں انہوں نے اولیاءکے اقوال کے ذریعے بدعت کو واضح کیاہے۔اس میں انہوں نے بدعت کے حوالے سے صرف اقوال پر ہی اکتفا کیاہے اس میں انہوں نے بدعت کے حوالے سے مختلف موضوعات کو بیان نہیں کیاہے۔اس میں امام شافعی کے حوالے سے ان کے موقف پر کوئی کلام نہیں کیا گیاہے۔

۳۔ تخریج حدیث اوس الثقفی فی فضل الجمعۃ وبیان علتہ:

اس کے مصنف بھی اسعد سالم تیّم ہیں۔اس کتاب کے ۱۷ صفحات ہیں۔اس کتاب کو دارالرازی للطباعۃ والنشر والتوزیع عمان۔اردن نے شائع کیاہے۔ صاحب کتاب نے فن اسماء الرجال کے حوالے سے بحث کرتے ہوئے شیخ البانی کے موقف کو غلط ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔اس کتاب میں امام شافعی کے نظریہ بدعت کے حوالے سے بحث نہیں کی گئی ہے۔

۴۔ حیاۃ الالبانی آثارہ وثناء العلماء علیہ:

اس کے مصنف محمد بن ابراہیم ہیں۔اس کتاب کے ۴۱۹ صفحات ہیں۔اس کتاب کو مکتبۃ السدّاوی قاہرہ نے شائع کیاہے۔اس کتاب میں شیخ البانی کے بدعت کے افکار کو بڑی شرح وبسط سے بیان کیاگیاہے۔اس کتاب نے شیخ البانی کے احوال وآثار کا مکمل احاطہ کیاہے۔یہ کتاب امام شافعی کے بدعت کے موقف کے بارے میں وضاحت کرنے سے قاصر ہے۔سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ لینے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دیگر موضوعات پر کام ہواہے مگر میری تحقیق کے مطابق "امام شافعی کے بدعت کے موقف کا تحقیقی مطالعہ" کے عنوان سے کوئی تحقیقی کام نہیں ہواہے۔لہٰذا اسے موضوع تحقیق بنانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ تاکہ امام شافعی کے بدعت کے بارے میں موقف سے آگاہی حاصل ہو سکے۔

اس مقالہ میں درج ذیل امور کی طرف توجہ مرکوز کرائی جائے گی:

۱۔امام شافعی کے احوال وآثار کیا تھے؟

۲۔قرآن کریم اور احادیث میں بدعت کا تصور کیاہے؟

۳۔امام شافعی کے بدعت کے موقف کا تحقیقی مطالعہ کیاجائے گا؟

۴۔بدعت لغوی، بدعت شرعی، بدعت حسنہ اور بدعت مذمومہ کا کیا تصور ہے؟

اسلوب تحقیق:

۱۔ مقالہ کا بنیادی اسلوب بیانیہ اور دستاویزی تحقیق کے اصولوں کے مطابق ہوگا۔
۲۔ خاص طور پر جدید اور قدیم مفکرین کی کتب سے استفادہ کیا جائے گا۔

بدعت کا لغوی معنی:

"البدعۃ" عربی زبان کا لفظ ہے جو "بدع" سے مشتق ہے اس کا معنی کسی سابقہ مادہ، اصل، کوئی مثال کے بغیر چیز کا ایجاد کرنا۔، دوسروں معنی میں کسی چیز کو عدم سے وجود میں لانے کو عربی میں "ابداع" کہتے ہیں۔ درج ذیل میں ہم اہم کتب لغت سے بدعت کا معنی بیان کرتے ہیں۔

علامہ راغب اصفہانی متوفی (۵۰۲ھ) بدعت کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

انشاء صنعة بلا احتذاء واقتداء واذا استعمل فی الله تعالی فهو ایجاد الشی ء بغیر آلة ولا مادة ولا زمان ولا مکان،ولیس ذلک الاالله۔[1]

"الابداع" کا معنی ہے کسی چیز کو ابتداء کسی مثال کے بغیر بنانا اور جب اس کا استعمال اللہ تعالی کی طرف ہو تو اس کا معنی ہے کسی چیز کو بغیر آلہ، بغیر زمان ومکان کے بنانا"۔

علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی متوفی (۷۱۱ھ) بدعت کا حوالے سے رقمطراز ہیں:

البدعة :الحدث وما ابتدع من الدین بعد الاکمال۔[2]

"بدعت سے مراد احداث ہے یا ہر وہ کام جو دین کے مکمل ہونے کے بعد کسی ضرورت کے پیش نظر شروع کیا گیا ہو۔"

خلیل احمد فراہیدی متوفی (۱۷۸ھ) بدعت کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

احداث شیء لم یکن له من قبل خلق ولا ذکر ولا معرفة۔[3]

"بدعت سے مراد کسی ایسی چیز کی ایجاد ہے کہ اس سے پہلے نہ وہ چیز تخلیق کی گئی ہو نہ ہی اس کا ذکر اور معرفت ہو۔"

---

[1] اصفہانی، حسین بن محمد راغب، المفردات فی غریب القرآن (الجامعۃ الاسلامیہ ,مدینہ منورہ، سعودی عرب)، ص: ۱۱۰-۱۱۱
Asfahani,Hussain bin Raghib,Almufradat fi Ghrib al Quran,(Aljamia Tul Islamia ,Madina Munawara,Saudi Arabia)Page:110-111

[2] افریقی، ابن منظور، لسان العرب (دار صادر ,بیروت، لبنان)، ۸/ ۶
Afriqi,Ibne Manzoor,Lisanul Arab,(Dare Sadir ,Birut,Libnan),8/6

[3] الفراھیدی، خلیل بن احمد، کتاب العین (دار الرشید للنشر، مصر)، ۶/ ۵۴
Al Frahidi,Khalil bin Ahmad,Kitbul Aeen,(Darur Rasheed linnashr ,Egept,),6/54

ابن فارس متوفی (۱۰۰۴ھ) بدعت کے معنی کے بارے میں لکھتے ہیں:

ابتداء الشیء وصنعه عن مثال۔[1]

"کسی سابقہ مثال کے بغیر کسی چیز کا آغاز کرنا یا بنانا بدعت ہے۔"

مندرجہ بالا کتب لغات کی روشنی میں بدعت سے مراد ایسا نیا کام ہے جس کا پہلے وجود نہ ہو اور نہ ہی وہ قرآن وسنت کے خلاف ہو اگر وہ قرآن وسنت کے خلاف ہے تو وہ کام حرام ہے۔اگر وہ قرآن وسنت کی مخالفت نہیں تو جائز ہے۔ کیونکہ بدعت سے مراد ہے نیا کام ہے اس لیئے ہر نئے کام کو قرآن وسنت کی روشنی میں دیکھا جاتا ہے تب جا کر اس کا جائز یا ناجائز کا حکم صادر کیا جاتا ہے۔لغوی بحث کے بعد ہم بدعت کا اصطلاحی معنی ائمہ اسلام و محدثین کرام کے اقوال کی روشنی میں بیان کریں گے۔ بدعت کا اصطلاحی مفہوم کو علماء اسلام و محدثین کرام نے مختلف انداز سے بیان کیا ہے،ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

امام یحیٰی بن شرف نووی متوفی (۶۷۷ھ) اصطلاحی مفہوم اس طرح سے بیان کرتے ہیں:

البدعه هی احداث مالم یکن فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم۔[2]

"بدعت سے مراد ایسے نئے کام ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہیں تھے"۔

امام ابن تیمیہ متوفی (۷۲۸ھ) بدعت کا مفہوم اس طرح بیان کرتے ہیں:

"بدعت سے مراد ایسا کام ہے جو اعتقادات و عبادات میں کتاب وسنت اور اخیار امت کے اجماع کی مخالفت کرتا ہو جیسا کہ خوارج، روافض، قدریہ اور جہمیہ کے عقائد ہیں"۔[3]

امام ابن حجر عسقلانی متوفی (۸۵۶ھ) بدعت کا اصطلاحی مفہوم ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

---

[1] احمد بن فارس، معجم مقاییس اللغۃ (دار لکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)، ۱/ ۲۰۹

Ahmad Bin Fars,Mujam Maqyeesul Lugha,(Darulkutub Ilmia ,Birut,Libnan),1/209

[2] نووی، یحیٰی بن شرف، تہذیب الاسماء واللغات (دار لکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان)، ۳/ ۲۲

Nawwi,Yahya Bin Sharf,Tehzibul Asma wal Lughat,,(Darulkutub Ilmia ،Birut,Libnan),3/22

[3] ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام، مجموع الفتاویٰ (مکتبہ ابن تیمیہ، لاہور، پاکستان)، ۳/ ۱۹۵

Ibne Temiya,Ahmad Bin Abdul Aleem Bin Abdussalam,Majmoo ul Fatawa,(Maktab Ibne Temiya ،Lahore,Pakistan),3/195

"محدثہ سے مراد ایسے کام کا ایجاد کرنا ہے جس کی اصل شریعت میں موجود نہ ہو۔اسی محدثہ کو اصطلاح شرع میں بدعت کہتے ہیں"۔[1]

سید شریف جرجانی متوفی (۸۱۶ھ) بدعت کی اصطلاحی تعریف لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"بدعت وہ کام ہے جو سنت کے خلاف ہو اور اس کو بدعت اس لیے کہتے ہیں کہ اس کا قائل امام کے قول کے بغیر اس کو ایجاد کرتا ہے"۔[2]

مندرجہ بالا ائمہ و محدثین کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے بدعت سے مراد وہ کام ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد شروع ہوئے ہوں۔ان نئے کاموں کا کوئی حکم شریعت میں بھی موجود نہ ہو تو جائز تصور ہوں گے مگر اس کے برعکس اگر یہ نئے کام قرآن و سنت اور اجماع کے خلاف ہوں تو پھر بغیر کسی اختلاف کے ناجائز ہوں گے۔ بدعت کا اصطلاحی معنی بیان کرنے کے بعد ہم بدعت کو قرآن واحادیث کی روشنی میں بیان کریں گے۔

بدعت قرآن مجید کی روشنی میں:

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاِذَاقَضٰی اَمْرًافَاِنَّمَایَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ۔[3]

"وہی آسمانوں اور زمین کو وجود میں لانے والا ہے۔وہ جب کسی کام کا ارادہ فرماتا ہے تو صرف اتنا فرماتا ہے کہ ہو جا وہ ہو جاتا ہے۔"

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔[4]

"وہ (اللہ ہی ہے جو) آسمانوں اور زمینوں کا وجود میں لانے والا ہے۔"

1عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری شرح صحیح البخاری (دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور، پاکستان)، ۱۳/ ۲۵۳

Asqalani,Ahmad Bin Ali,Fathul Bari Sharh Bukhari,(Darun Nashr ul Kutub Al Islamia ،Lahore,Pakistan:),13/253

2جرجانی، علی بن محمد بن علی، سید شریف، التعریفات (مکتبہ حمادیہ، کراچی، پاکستان)، ص: ۱۶

Jujani,Ali Bin Muhammad Bin Ali,Syed Sharif,At Tarifat,(Maktaba Hammadia ،Karachi,Pakistan),Page:16

3سورہ البقرہ۲: ۱۱۷

Sura Al Baqara,2:117

4سورہ الانعام۶: ۱۰۱

Sura Al Anaam,6:101

مَاكُنْتَ بِدْعًامِّنَ الرُّسُلِ۔[1]

"آپ فرمادیں میں کوئی پہلا رسول نہیں آیا (بلکہ پہلے بھی رسول آئے ہیں۔"

وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَامَاكَتَبْنٰهَاعَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللهِ فَمَارَعَوْهَاحَقَّ رِعَايَتِهَا۔[2]

"اور رہبانیت (دنیا کو ترک کرکے اللہ کی عبادت کرنا) کی بدعت انہوں نے خود ایجاد کرلی تھی، اسے ہم نے ان پر فرض نہیں کیا تھا، مگر محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے (ایجاد کی تھی) پھر اس پر استقامت کو جو حق تھے وہ اسی طرح اس کے حق کی رعائیت نہ کرسکے۔"

مندرجہ بالا آیات کریمہ سے واضح ہو گیا کہ زمین و آسمان کے پیدا کرنے کا ہر مرحلہ بدعت ہے اور اسے عدم سے وجود میں لانے والی ذات باری تعالیٰ بدیع ہے۔ بدعت کوئی اتنا برا لفظ نہیں ہے جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔

بدعت احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

"عن عائشة قالت :قال رسول الله ﷺ :"من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد۔[3]

"ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو ہمارے دین میں کوئی اسی نئی بات پیدا کرے جو اس کے خلاف ہو تو وہ مردود ہے۔"

عن عائشة قالت :قال رسول الله ﷺ:"من احدث فی امرنا هذا مالیس فیه فهو رد۔[4]

"ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو اہمارے دین میں کوئی اسی نئی بات پیدا کرے جو اصلاً اس کے خلاف ہو تو وہ مردود ہے۔"

---

[1] سورہ الاحقاف ۲۴: ۹

Sura Al Ahqaf9:24

[2] سورہ الحدید ۵۷: ۲۷

Sura Al Hadeed57:27

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح (مطبوعہ دار المغنی للنشر والتوزیع، مکہ مکرمہ، سعودی عرب)، حدیث: ۱۷۱۸

Muslim,Ibne Hujjaj,Sahee Muslim,(Makka Mukarrama,Saudi Arabia,Matboa Darul Mughni),Hadith :1718

[4] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من الامور رسول اللہ (دار ابن کثیر، بیروت، لبنان:)، حدیث: ۲۶۹۷

Bukhari,Muhamamd Bin Ismail,Sahee BuKhari,(Dare Ibne Kathir Birut,Lubnan),Hadtih :2697

عن عائشة قالت :قال رسول الله ﷺ :"من عمل عملاً مَا ليس عليه امرنا فهو رد۔[1]

"ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے کسی حکم کے خلاف تھا تو وہ مردود ہے۔"

عَنْ جَرِيْرٍ رَضِيَ االله عَنْه فَقَالَ رَسُوْلُ االله ﷺ:"مَنْ سَنَّ فِيْ الْاَسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجَرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بعَدِهِ مِنْ غَيْرَ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيئٌ وَمَنْ سَنَّ فِيْ الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا و وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ اِنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَوْذَارِهِمْ شَيْء۔[2]

"حضرت جریرؓ سے روایت ہے کہ رسول للہ ﷺ نے فرمایا جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا اسے اپنے اس عمل کا ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عملوں کا بھی ثواب ملے گا جو اس کے اس طریقہ پر عمل کریں گے اور عمل کرنے والے کے اجر سے ذرہ برابر بھی کمی نہیں کی جائے گی اور جس شخص نے اسلام میں برا طریقہ ایجاد کیا پھر اس کے بعد اس برے طریقہ پر عمل بھی کیا گیا تو جتنا گناہ عمل کرنے والے کو ملے گا اتنا ہی گناہ اس طریقہ کے ایجاد کرنے والے کو ملے گا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں کی جائے گی۔"

أنَّ عبدَ الرَّحمنِ بنَ عبدٍ القاريَّ – وَكانَ في عَهْدِ عمرَ بنِ الخطَّابِ معَ عبدِ اللَّهِ بنِ الأرقمَ علَى بيتِ المالِ – أنَّ عمرَ خرجَ ليلةً في رمضانَ فخرجَ معَهُ عبدُ الرَّحمنِ بنُ عبدٍ القاريُّ فطافَ بالمسجِدِ وأَهْلُ المسجدِ أوزاعٌ متفرِّقونَ ، يصلِّي الرَّجلُ لنفسِهِ ، ويصلِّي الرَّجلُ ، فيصلِّي بصلاتِهِ الرَّهطُ ، فقالَ عُمَرُ : واللَّهِ إنِّي أظنُّ لَو جمعنا هؤلاءِ علَى قارئٍ واحدٍ لَكانَ أمثلَ ، ثمَّ عزمَ عمرُ علَى ذلِكَ ، وأمرَ أُبيَّ بنَ كعبٍ أن يقومَ لَهُم في رَمضانَ . فخرجَ عمرُ علَيهم والنَّاسُ يصلُّونَ بصلاةِ قارئِهِم ، فقالَ عمر : نِعمَ البدعةُ هيَ۔[3]

---

[1]مسلم، الجامع الصحیح، حدیث: ۱۷۱۹

Muslim,Al jame ul Sahee,Hadith :1719

[2]ایضاً، حدیث: ۱۰۱۷

Aizan,Hadith :1017

[3]بخاری، الجامع الصحیح، حدیث: ۲۰۱۰

Bukhari,Al Jame ul Sahee,Hadith :2010

"عبدالرحمٰن بن عبدالقاری روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: " میں حضرت عمرؓ کے ساتھ رمضان کی ایک رات مسجد کی طرف نکلا تو لوگ متفرق تھے ایک آدمی تنہا نماز پڑھ رہا تھا اور ایک آدمی گروہ۔آپؓ نے فرمایا کہ میرے خیال میں انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کر دیا جائے تو اچھا ہوگا، پس آپؓ نے ابی بن کعب کے پیچھے سب کو جمع کر دیا۔پھر میں دوسری رات کو ان کے ساتھ نکلا تو دیکھا کہ لوگ اپنے قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ کتنی اچھی بدعت ہے"۔

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ میں۔اَحْدَثَ،مَالَیْسَ مِنْہُ،مَالَیسَ فِیْہِ کے الفاظ قابل غور ہیں۔عرف عام میں احدث کا معنی ''دین میں کوئی چیز ایجاد کرنا'' ہے اور مالیس سے مراد جو دین میں نہ ہو، حدیث کے اس مفہوم سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر احدث سے مراد ''دین میں کوئی نئ چیز پیدا کرنا'' ہے تو مالیس منہ (جو اس میں سے نہ ہو) یا مالیس فیہ (جو اس میں اصلًا نہ ہو) فرمانے کی کیا ضرورت پیش آئی؟ کیونکہ اگر وہ چیز دین میں سے تھی یعنی دین کا حصہ تھی تو اسے نئ نہیں کہا جاسکتا کہ محدثہ (نئ چیز) کو ہی کہتے ہیں۔جو پہلے دین میں موجود نہ ہو۔اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث پر غور کرنے سے یہ مفہوم معلوم ہوتا ہے کہ ہر نیاکام مردود نہیں بلکہ وہ نیاکام مردود ہوگا جو دین کے خلاف ہوگا اور جو نیاکام دین کے دائرے میں داخل ہو وہ مردود نہیں گا۔من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ/ فھوردکا اطلاق نہ صرف مَالَیْسَ مِنْہُ پر ہوتا ہے بلکہ اسکا صحیح اطلاق اس صورت پر ہوگا جہاں دونوں چیزیں اَحْدَثَ،اورمَالَیسَ فِیْہِ جمع ہو جائیں یعنی مردود وہی عمل ہوگا جو نیا بھی ہو اور جس کی کوئی مثال یا دلیل بھی دین کے خلاف ہو اور جس کی کوئی مثال یا دلیل دین کے خلاف نہ ہو تو وہ جائز گا۔پس محدثہ کے بدعت اور گمراہی قرار دینے کے لیئے دو شرائط سامنے آگئ۔

نمبر ا: دین میں اسکی کوئی اصل، مثال یا دلیل موجود نہ ہو۔نمبر ۲: یہ محدثہ نہ صرف دین کے مخالف ہو بلکہ دین کی نفی کرے اور احکام سنت کے خلاف بھی ہو۔

مذکورہ بالا تیسری حدیث شریف میں نالیس علیہ امرنا سے عام طور پر یہ مراد لیا جاتا ہے کہ کوئی بھی کام خواہ وہ اچھا ہی کیوں نہ ہو اگر قرآن وسنت سے کوئی دلیل موجود نہ ہو تو یہ بدعت اور مردود ہے۔یہ مفہوم بالکل غلط اور لاعلمی پر مبنی ہے کیوں کہ اگر یہ معنی مراد لیا جائے تو جس کام کے کرنے پر امر قرآن وسنت نہ ہو وہ مردود اور حرام ہے تو پھر شریعت کے جملہ مباحات بھی قابل رد ہوں گے۔

مذکورہ بالا احادیث کا حاصل یہ ہے کہ ہر نیاکام مردود نہیں بلکہ صرف وہ کام مردود ہوگا جس کی کوئی اصل، قرآن وسنت میں نہ ہو اور اسے ضروریات دین، واجبات اسلام اور اساسی عقائد شریعت میں اس طرح شمار کرلیا جائے کہ

اسے اساسیات دین میں اضافہ سمجھا جانے لگے یا اس سے دین اسلام کے بنیادی اصولوں میں اصلاً کمی بیشی واقع ہو جائے .قرآن وحدیث میں بدعت کے تصور کی وضاحت کے بعد اب ہم امام شافعی کے بدعت کے موقف کا تحقیقی جائزہ پیش کریں گے۔

امام شافعی کے بدعت کے موقف کا تحقیقی مطالعہ:

امام بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ امام شافعی بدعت کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

المحدثات من الامور ضربان:احمدهما مااحدث مما يخالف كتاباً او سنة او اثرً او اجماعاً فهذا البدعة ضلالة، والثانية ما احدث من الخير لاخلاف فيه لواحد من هذا فهذا محدثه غير مذمومة قد قال عمر فى قيام رمضان نعمت البدعة هذه۔[1]

"محدثات میں دو قسم کے کام ہیں: پہلی قسم میں تو وہ نئے کام ہیں جو قرآن وسنت یا اثر صحابہ یا اجماع امت کے خلاف ہوں وہ بدعت ضلالہ ہے،اور دوسری قسم میں وہ نئے کام ہیں جن کو بھلائی کے لیے انجام دیا جائے اور کوئی ان میں سے (شریعت کے حکم) کے خلاف نہ ہو۔ یہ امور یعنی نئے کام کا محدثہ غیر مذمومۃ ہیں۔اس لیے حضرت عمر فاروقؓ نے رمضان میں تراویح کے قیام کے موقعہ پر فرمایا تھا کہ یہ کتنی اچھی بدعت ہے۔ "

امام شافعی کی مندرجہ بالا روایت سے درج ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

ا۔ وہ کام جو قرآن وسنت ،اثر صحابہ یا اجماع کے خلاف ہوں تو وہ بدعت ضلالہ ہے۔اس کی دلیل قرآن وسنت اور اجماع ہے۔

۲۔ وہ امور جو بھلائی کے لیے ہوں اور شریعت کے کسی بھی حکم کے خلاف نہ ہوں تو وہ غیر مذمومہ ہیں۔اس کی دلیل حضرت عمر فاروقؓ کا وہ قول ہے جو انہوں نے تراویح کے قیام کے موقعہ پر فرمایا تھا کہ "یہ کتنی اچھی بدعت ہے"۔

علامہ ابن رجب حنبلی (متوفی ۷۹۵ھ) امام شافعیؒ سے بدعت کے مفہوم کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

1 بیہقی،ابو بکر بن حسین،المدخل الی السنن الکبریٰ(دار الخلفاء للکتاب الاسلامی، کویت، ۱۴۰۲ھ)، ۱/ ۲۰۶

Beheqi,Abu Bakkar Bin Hussain,Al Madkhal,Ilassunanul Kubra,(Darul Khulafa Al Kutubul Islami ,Kawait,),1/206

وقد روی الحافظ ابونعیم باسناد عن ابراهیم ابن جنید قال:سمعت الشافعی یقول:البدعة بدعتان:بدعة محمودة وبدعة مذمومة، فماوافق السنة فهو محمود ،وماخلف السنة فهو مذموم ، فما واحتجّ بقول عمر نعمت البدعة هی ومراد الشافعی ماذکرناه من قبل ان اصل البدعة المذمومة مالیس لها اصل فی الشریعة ترجع الیه وهی البدعة فی اطلاق الشرع- واما البدعة المحمودة فماوافق السنة :یعنی ماکان لها اصل من السنة ترجع الیه ،وانما هی بدعة لغة لاشرعا لموافقتها السنة -وقد روی عن الشافعی کلام آخر یفسر هذا وانه قال: المحدثات ضربان :مااحدث ممایخالف کتاباً او سنة اثرا او اجماعاً فهذا البدعة الضلالة ،و ما احدث فیه من الخیر من الامور التی احدثت ولم یکن قد اختلف العلماء فی انها بدعة حسنة حتی ترجع الی السنة ام لا- فمنها کتابة الحدیث نهی عنه عمر و طائفة من الصحابة ورخص فیها الاکثرون واستدلوا له باحادیث من السنة -ومنها کتابة تفیسرالحدیث والقرآن کرهه قوم من العلماء ورخص فیه کثیر منهم- وکذلک اختلافهم فی کتابة الرای فی الحلال والحرام ونحوه و فی توسعة الکلام فی المعاملات واعمال القلوب التی لم تنقل عن الصحابة والتابعین۔[1]

"حافظ ابو نعیم نے ابراھیم بن جنید کی سند سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے امام شافعیؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ بدعت کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ بدعت محمودہ اور بدعت مذمومۃ جو بدعت سنت کے مطابق و موافق ہو وہ محمود ہے اور جو سنت کے خلاف و متناقض ہو وہ مذموم ہے اور انہوں نے حضرت عمرؓ کے قول(نعمت البدعۃ ہذہ) کو دلیل بنایا ہے اورامام شافعی کی مراد بھی یہی ہے جو ہم نے اس سے پہلے بیان کی ہے۔بے شک بدعت مذمومہ وہ ہے جس کی کوئی اصل اور دلیل شریعت میں نہ ہو جس کی طرف یہ لوٹتی ہے اور اسی پر بدعت شرعی کااطلاق ہوتاہے اور بدعت محمودہ وہ بدعت ہے جو سنت کے موافق ہے یعنی اس کی شریعت میں اصل ہو جس کی طرف یہ لوٹتی ہواور یہی بدعت لغوی ہے شرعی نہیں ہے اور امام شافعی سے دوسری دلیل اس کی وضاحت پر یہ ہے کہ امام شافعی نے فرمایا : محدثات کی دو اقسام ہیں پہلی وہ بدعت جو کتاب و سنت ،اثر صحابہ اور اجماع امت کے خلاف ہو یہ بدعت ضلالۃ ہے اور ایجاد جس میں خیر ہو اور وہ ان چیزوں (یعنی قرآن وسنت ،اثراور اجماع) میں سے کسی کے خلاف نہ ہو تو یہ بدعت غیر مذمومہ ہے اور بہت سارے اموراایسے ہیں جو ایجاد ہوئے جو کہ پہلے نہ تھے جن میں علماء نے اختلاف کیا کہ کیایہ بدعت حسنہ ہے۔یہاں تک

---

[1]ابن رجب حنبلی، عبدالرحمٰن بن احمد، جامع العلوم والحکم (دارالمعرفہ ،بیروت،لبنان،۱۴۰۸ھ)، ۴/ ۲۵۳

Ibne Rajab Hanbali,Abdur Rehman Bin Ahmad,Jami ul Uloom wal Hikkam,(Darul Marifa ,Birut,Lubnan),4/253

کہ وہ سنت کی طرف لوٹے یا نہ لوٹے اور ان میں سے کتابت حدیث ہے جس سے عمر فاروقؓ اور صحابہ کے ایک گروہ نے منع کیا ہے اور اکثر نہ اس کی اجازت دی اور استدلال کے لیے انہوں نے کچھ احادیث سنت سے پیش کی ہیں اور اسی میں سے قرآن اور حدیث کی تفسیر کرنا جس کو قوم کے کچھ علماء نے ناپسند کیا ہے اور ان میں سے کثیر علماء نے اس کی اجازت دی ہے۔ اور اسی طرح حلال وحرام اور اس جیسے معاملات میں اپنی رائے سے لکھنے میں علماء کا اختلاف ہے اور اسی طرح معاملات اور دل کی باتیں جو کہ صحابہ اور تابعین سے صادر نہ ہوئی ہوں ان کے بارے میں گفتگو کرنے میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔"

امام شافعی کے مندرجہ بالا روایات کی روشنی میں بدعت کی درج ذیل اقسام سامنے آتی ہیں۔

ا۔ بدعت لغوی:

بدعت لغوی سے مراد وہ نئے امور ہیں جو کتاب سنت سے ثابت نہ ہوں لیکن ان کی اصل، مثال یا نظیر شریعت میں موجود ہو اور یہ شریعت کے مستحسنات کے ذیل میں آتے ہوں جیسے نماز تراویح کی جماعت، قرآنی آیات پر اعراب، دینی علوم کی تفہیم کے لئے صرف ونحو کا درس وتدریس، اصول تفسیر، اصول حدیث، اصول فقہ اور دیگر علوم عقلیہ وغیرہ کی تعلیم کا اہتمام وغیرہ یہ سب امور بدعات لغویہ میں شامل ہیں۔۔ امام ابن تیمیہ لغوی بدعت کے متعلق لکھتے ہیں:

انما سماها بدعة لان مافعل ابتداء بدعة لغة،وليس ذلک بدعة شرعية،فان البدعة الشرعية التی هی ضلالة مافعل بغير دليل شرعی۔[1]

"اسے بدعت اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ عمل اس سے پہلے اس انداز میں نہیں ہوا تھا لہٰذا یہ بدعت لغوی ہے، بدعت شرعی نہیں ہے۔ بدعت شرعی وہ گمراہی ہوتی ہے جو دلیل شرعی کے بغیر سرانجام دی جائے۔"

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بدعت کو بدعت شرعیہ اور بدعت لغویہ میں تقسیم کیا ہے۔ اس میں بدعت شرعیہ کو بدعت ضلالہ کا نام دیا ہے کیونکہ ہر بدعت گمراہی نہیں ہے بلکہ ہر نئی بُری چیز جو قرآن وسنت کے خلاف ہو صرف وہی ہی گمراہی ہے۔

[1] ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام، منہاج السنۃ (مطبع امیریہ کبری بولاق، مصر)، ۴/ ۲۲۴

Ibne Temiya,Ahmad Bin Abdul Aleem Bin Abdus Salam,Minhajus Sunna,(Matba Amirya Kubra Bolaq, Egept,),4/224

۲۔ بدعت شرعی:

بدعت شرعی سے مراد ایسے نئے کام ہیں جو نہ صرف کتاب وسنت سے متخالف ومتناقض ہوں اور اخیار امت کے اجماع کے بھی مخالف ہوں۔ دوسرے لفظوں میں ہر وہ نیا کام جس کی کوئی شرعی دلیل، شرعی اصل، مثال یا نظیر پہلے سے کتاب وسنت اور آثار صحابہ کرام میں موجود نہ ہو اس کو "بدعت شرعی" کہتے ہیں۔

شیخ عبدالرحمٰن مبارک پوری بدعت کی لغوی اور شرعی تقسیم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بقوله بدعة ضلالة،والمراد بالبدعة مااحدث مما لا اصل له فی الشريعة يدل عليه واما كان له اصل من الشرع يدل عليه فليس ببدعة شرعاو ان كان بدعة لغة فقوله ﷺ:كل بدعة ضلالة من جوامع الكلم لايخرج عنه شئی و هو اصل عظيم من اصول الدين واما ماوقع فی كلام السلف من استحسان بعض البدع فانما ذلک فی البدع اللغوية لا الشرعية فمن ذلک قول عمر فی التراويح (نعمت البدعة هذا)و روی عنه انه قال ان كانت هذه بدعة فنعمت البدعة ومن ذلک اذان الجمعة الاول زاده عثمان لحاجة الناس اليه واقره علی واستمر عمل المسلمين عليه۔[1]

"حضور نبی کریم ﷺ کے قول کل بدعۃ ضلالۃ (ہر بدعت گمراہی ہے) میں بدعت سے مراد ایسی نئی چیز ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل موجود نہ وہو جو اس پر دلالت کرے اور وہ چیز جس کی اصل شریعت میں موجود ہو جو اس پر دلالت کرے اسے شرعاً بدعت نہیں کہا جاسکتا اگرچہ ولغوی بدعت ہوگی کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا قول کل بدعۃ ضلالۃ جوامع الکلم میں سے ہے اس سے کوئی چیز خارج نہیں ہے۔ یہ دین کے بنیادی اصولوں میں سے ہے اور اسلاف کے کلام میں جو بعض بدعات کو مستحسن کہا گیا ہے تو یہ بدعت لغویہ ہے، شرعیہ نہیں ہے۔ اور اسی میں سے حضرت عمر فاروقؓ کا نماز تراویح کے بارے میں فرمان نعمت البدعۃ ہذا ہے اور آپؓ کا ہی فرمان ہے کہ آپؓ نے فرمایا: "ان کانت ہذا بدعۃ فنعمت البدعۃ" (اگر یہ بدعت ہے تو اچھی بدعت ہے)۔ اور جمعہ کی پہلی اذان بھی اسی میں سے ہے جسے حضرت عثمانؓ نے لوگوں کی ضرورت کے پیش نظر شروع کیا تھا اور حضرت علیؓ نے اسے قائم رکھا اور اسی پر ہی مسلمانوں نے مداوت اختیار کی۔"

---

[1] مبارکپوری، عبدالرحمان، جامع ترمذی مع شرح تحفۃ الاحوذی (دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان)، ۳/۲۷۸

Mubark Puri, Abdur Rehman, Jame Timizi Sharh Tuftul Ahwazi,(Darul Kutubul Ilmia ,Birut,Lunan:),3/278

مذ کورہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بدعت کے دو اطلاقات ہیں ایک شرعی اور دوسرا لغوی۔ شرعی اطلاق میں بدعت "محدثات الامور" کو شامل ہے اور یہی "بدعت سیئہ" ہے سو اس معنی میں "کل بدعۃ ضلالۃ" درست ہے، کیونکہ اس کا معنی و مراد ہی "کل بدعۃ سیئۃ ضلالۃ" ہے لیکن لغوی اطلاق میں بدعت کی تقسیم ہو گی۔ وہ اس طرح کہ اگر وہ مخالف دلیل شرعی یا منافی و ناسخ سنت ہو تو خود بخود "بدعت شرعی" ہو جائے گی اور وہ "بدعت سیئہ"، "بدعت مذمومہ" یا "بدعت ضلالۃ" ہو گی لیکن اگر مخالف شریعت نہ ہو اور نہ ہی ناسخ سنت ہو تو وہ مباح اور جائز ہو گی۔

۳۔ بدعت حسنہ:

بدعت حسنہ سے مراد وہ نیا عمل ہے جس کی اصل، مثال یا نظیر کتاب و سنت میں موجود ہو اور وہ احکام شریعت سے متخالف و متناقض نہ ہو بلکہ شریعت کے مستحسنات کے تحت داخل ہو۔ بدعت حسنہ حوالے سے علماء کرام کے موقف کو بیان کیا جاتا ہے امام ابن تیمیہ بدعت حسنہ اور بدعت ضلالہ کے مفہوم کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال الشافعي رحمه الله:البدعة بدعتان بدعة خالفت كتابا و سنة واجماعا و اثرا عن بعض اصحاب رسول ﷺ فهذا بدعة ضلالة وبدعة لم تخالف شيئا من ذلک فهذا تكون حسنة۔[1]

"امام شافعی نے بدعت کی دو قسمیں بیان کیں ہیں: ایک وہ بدعت جو قرآن وسنت، اجماع اور بعض اصحاب رسول ﷺ کے اقوال کے خلاف ہو تو وہ بدعت ضلالہ ہےاور جو چیز ان تمام چیزوں (قرآن، سنت، اجماع اور آثار صحابہ) میں سے کسی کے مخالف نہ ہو تو وہی بدعت حسنہ ہے۔"

بدعت مذمومہ:

اس سے مراد ایسے نئے کام ہیں جو کتاب وسنت کے خلاف ہوں اور اخیار امت کے اجماع کے بھی مخالف ہوں۔ دوسرے لفظوں میں ہر وہ نیا کام جس کی کوئی اصل، کتاب و سنت اور آثار صحابہ کرام کے خلاف ہو اس کو بدعت مذمومہ کہتے ہیں۔

امام ابن حزم اندلسی بدعت حسنہ اور بدعت مذمومہ کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

[1] ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، فتاوی ابن تیمیہ (مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ، مصر)، ۱۶/۲۰

Ibne Temiya,Ahmad Bin Abdul Aleem Bin Abdus Salam,Fatawa Ibne Temiya,(Maktaba Ibne Temiya Qahira,Egept),20/16

والبدعة كل ماقيل او فعل ممالیس له اصل فیما نسب الیه ﷺ وهو الدين كل مالم يات في القرآن ولا عن رسول الله ﷺ الا ان منها مايؤجر عليه صاحبه ويعذر بما قصد اليه من الخير ومنها مايؤجر عليه صاحبه ويكون حسنا و هو ماكان اصله الاباحة كما روى عمر نعمت البدعة هذه،و هو ماكان فعل خير جاء النص بعموم استحبابه وان لم يقرر عمله في النص ومنها مايكون مذموما و لا يعذر صاحبه و هو ما قالت به الحجة على فساده فتمادى عليه القائل به۔[1]

"بدعت ہر اس قول اور فعل کو کہتے ہیں جس کی دین میں کوئی اصل یا دلیل نہ ہو اور اس کی نسبت حضور کریم ﷺ کی طرف کی جائے لہٰذا دین میں ہر وہ بات بدعت ہے جس کی بنیاد کتاب وسنت پر نہ ہو مگر جس نئے کام کی بنیاد خیر پر ہو تو اس کے کرنے والے کو اس کے ارادہ خیر کی وجہ سے اجر دیا جاتا ہے اور یہ بدعت حسنہ ہوتی ہے اور یہ ایسی بدعت ہے جس کی اصل اباحت ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر فاروقؓ کا نعمت البدعۃ ھذہ قول ہے۔اور یہ وہی اچھا عمل تھا جس کے مستحب ہونے پر نص وارد ہوئی جبکہ پہلے اس فعل پر واضح نص نہیں تھی اور ان بدعات میں سے بعض افعال مذموم ہوتے ہیں لہٰذا اس کے عامل کو معذور نہیں سمجھا جاتا،اور یہ ایک ایسا فعل ہے جس کے ناجائز ہونے پر دلیل قائم ہوتی ہے اس کا قائل اس پر سختی سے عمل کرتا ہے۔"

خلاصہ بحث:

امام شافعی کے بدعت کے موقف کے حوالے سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ ایک کام بعض اوقات لغوی اعتبار سے بدعت ہوتا ہے شرعی اعتبار سے بدعت نہیں ہوتا۔جس کی وجہ سے کچھ علماء بدعت لغوی ہی کو بدعت شرعی سمجھ کر حرام کہہ دیتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ امام شافعی نے اسلام نے اس ابہام کو دور کرنے کے لیے بدعت کی ایک اصولی تقسیم کی ہے وہ یہ کہ اسے بنیادی طور پر بدعت لغوی اور بدعت شرعی دو اقسام میں تقسیم کر دیا ہے۔امام شافعی نے بدعت کو بلاامتیاز اور تفریق کے ایک ہی سمجھ کر ہر نئے کام کو جو عہد رسالت میں نہیں ہوا تھا بلکہ اس کے بعد ایجاد ہو اس کو حرام اور ضلالت قرار نہیں دیا ہے۔ کسی کام کو بدعت لغویہ میں شامل کیا ہے اور کسی کام کو بدعت شرعیہ کے زمرے میں شامل کیا ہے

---

[1] ابن حزم، علی بن احمد بن سعید، الاحکام فی اصول الاحکام (ضیاء السنہ، فیصل آباد، پاکستان)، ۱/۴۷

Ibne Hazm,Ali Bin Ahmad Bin Saeed,Al Ahkam fi Usool lil Ahkam,(Zia ul Sunna ،Faisal abad,Pakistan),1/47

۔اس طرح بدعت شرعیہ کو بدعت ضلالت میں اور بدعت لغویہ کو بدعت حسنہ کے زمرے میں شامل ہے۔ مختصر یہ کہ بدعت کے دو اطلاقات سامنے آتے ہیں ایک شرعی اور دوسرا لغوی ہے۔ شرعی اطلاق میں بدعت "محدثات الامور" کو شامل ہے اسی کو بدعت مذمومہ کہتے ہیں۔اس طرح اس معنی میں "کل بدعۃ ضلالۃ" درست ہے لیکن لغوی اطلاق کرنے پر بدعت کی تقسیم کرنا پڑے گی وہ اس طرح کہ اگر وہ شریعت کے مخالف ہو تو بدعت شرعی ہے اور یہی بدعت مذمومہ اور بدعت ضلالت ہے۔اگر شریعت کے مخالف نہ ہو تو یہ مباح اور جائز ہے۔

مصادر و مراجع

۱۔القرآن الحکیم

Al Quran Hakeem

۲۔ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام، مجموع الفتاویٰ، لاہور، پاکستان: مکتبہ ابن تیمیہ، ۱۹۹۷

Ibne Temiya,Ahmad Bin Abdul Aleem Bin Abdussalam,Majmoo ul Fatawa,Lahore,Pakistan:Maktab Ibne Temiya

۳۔ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام، منہاج السنۃ، مصر: مطبع امیریہ کبری بولاق، ۱۴۱۲ھ

Ibne Temiya,Ahmad Bin Abdul Aleem Bin Abdus Salam,Minhajus Sunna,Egept,Matba Amirya Kubra Bolaq,1412 hijri

۴۔ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، فتاوی ابن تیمیہ، قاہرہ، مصر: مکتبہ ابن تیمیہ، ۱۹۸۶

Ibne Temiya,Ahmad Bin Abdul Aleem Bin Abdus Salam,Fatawa Ibne Temiya,(Qahira,Egept:Maktaba Ibne Temiya

۵۔ابن حزم، علی بن احمد بن سعید، الاحکام فی اصول الاحکام، فیصل آباد، پاکستان: ضیاء السنہ، ۱۴۰۴ھ

Ibne Hazm,Ali Bin Ahmad Bin Saeed,Al Ahkam fi Usool lil Ahkam,Faisal abad,Pakistan:Zia ul Sunna,1404 hijri

۶۔ابن رجب حنبلی، عبد الرحمٰن بن احمد، جامع العلوم والحکم، (بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۸ھ

Ibne Rajab Hanbali,Abdur Rehman Bin Ahmad,Jami ul Uloom wal Hikkam,Birut,Lubnan:Darul Marifa,1401 hijri

۷۔ابن فارس، معجم مقاییس اللغۃ، بیروت، لبنان: دار لکتب العلمیۃ، ۱۴۱۶ھ

Ahmad Bin Fars,Mujam Maqyeesul Lugha,Birut,Libnan:Darulkutub Ilmia,1416 hijri

۸۔ابن منظور افریقی، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت، لبنان: دار صادر، ۱۴۱۱ھ

Ibne Manzoor Afriqi,Lisanul Arab,Birut,Libnan:Dare Sadi,1411 hijri

۹۔ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ ،حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء بیروت ، لبنان: ، دار الفکر، ۱۴۰۰ھ

Abu Nuaeem,Ahmad bin Abdullah,Hilyatulauliya wa tabaqatul asfia,Berut,Libnan:Darulfikr,1400 hijri

۱۰۔ اصفہانی، حسین بن محمد راغب ،المفردات فی غریب القرآن، مدینہ منورہ، سعودی عرب: الجامعۃ الاسلامیہ، ۱۹۹۸

Asfahani,Hussain bin Raghib,Almufradat fi Ghrib al Quran,Madina Munawara,Saudi Arabia:Aljamia Tul Islamia,1998

۱۱۔ بخاری محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من الامور رسول اللہ، بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، ۱۳۹۸ھ

Bukhari,Muhamamd Bin Ismail,Sahee BuKhari,Birut,Lubnan:Dare Ibne Kathir،1398 hijri

۱۲۔ بیہقی، ابو بکر بن حسین ،المدخل الی السنن الکبریٰ، کویت، دار الخلفاء للکتاب الاسلامی، ۱۴۳۱

Beheqi,Abu Bakkar Bin Hussain,Al Madkhal,Ilassunanul Kubra,Kawait,Darul Khulafa Al Kutubul Islami،1431 hijri

۱۳۔ جرجانی، علی بن محمد بن علی، سید شریف، التعریفات، کراچی، پاکستان: مکتبہ حمادیہ، ۱۹۸۳

Jujani,Ali Bin Muhammad Bin Ali,Syed Sharif,At Tarifat,Karachi,Pakistan:Maktaba Hammadia1983،

۱۴۔ ذہبی، ابو عبد اللہ شمس الدین، تذکرۃ الحفاظ، بیروت ، لبنان: دار لکتب العلمیۃ، ۱۹۹۰

Zahbi,Abu Abdullah Shamshuddin,Takira Tul Huffaz,(Berut.Libnan:Darulkutub Al Ilmia1990

۱۵۔ عسقلانی، احمد بن علی، تہذیب التہذیب، حیدر آباد دکن، بھارت : مجلس دائرہ المعارف، ۱۳۶۲ھ

Asqalani,Ahmad bin Ali,Tehzib but Tehzib,Hiderabad Dakkan,India:Majlis Daira al Maarafun Nizamia fil Hind.1362 hijri

۱۶۔ عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، لاہور، پاکستان: دار نشر الکتب الاسلامیہ، ۱۹۸۱

Asqalani,Ahmad Bin Ali,Fathul Bari Sharh Bukhari,Lahore,Pakistan:Darun Nashr ul Kutub Al Islamia،1981

۱۷۔ فراھیدی، خلیل بن احمد، کتاب العین، مصر، دار الرشید للنشر، ۱۹۸۰

Al Frahidi,Khalil bin Ahmad,Kitbul Aeen,Egept,Darur Rasheed linnashr.1980

۱۸۔ مسلم، ابن حجاج، صحیح مسلم، مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مطبوعہ دار المغنی للنشر والتوزیع، ۱۹۹۶

Muslim,Ibne Hujjaj,Sahee Muslim,Makka Mukarrama,Saudi Arabia,Matboa Darul Mughni،1996

۱۹۔ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح (بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۹۹۲

Mulla Ali Qari,Miqatul Mafatee Sharha Mishqatul Masabee,Birut,Libnan:Darulfikr.1992

۲۰۔مبارک پوری، عبدالرحمان، جامع الترمذی مع شرح تحفۃ الاحوذی، (بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۷

Mubark Puri, Abdur Rehman, Jame Timizi Sharh Tuftul Ahwazi,Birut,Lunan:Darul Kutubul Ilmia،1997

۲۱۔نووی، یحییٰ بن شرف، تہذیب الاسماء واللغات، بیروت، لبنان: دار لکتب العلمیۃ، ۱۹۹۰

Nawwi,Yahya Bin Sharf,Tehzibul Asma wal Lughat,,Birut,Libnan:Darulkutub Ilmia،1990